

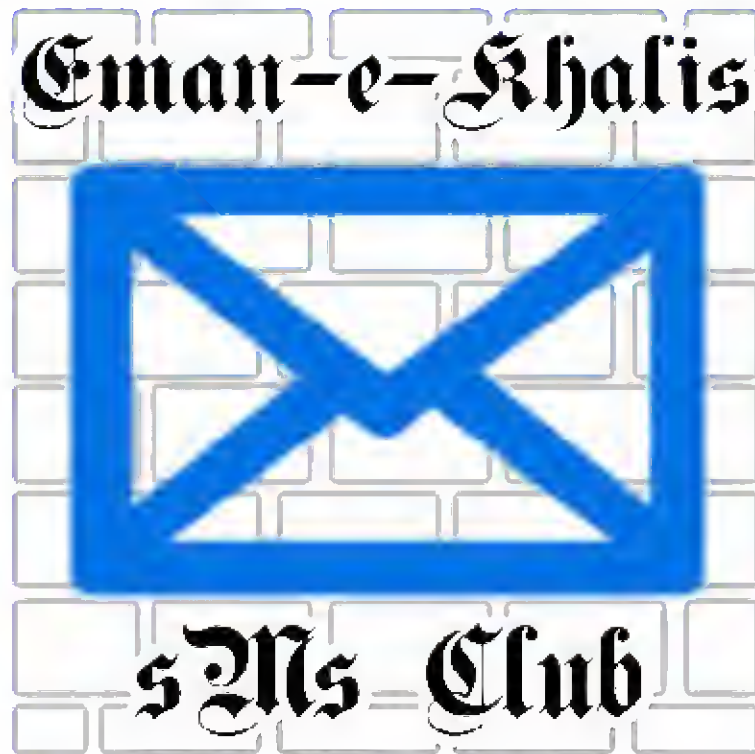
Uploaded By: Muhammad Ayaz

E . K . s M s C l u b

<http://Www.EKsMsClub.Net16.Net>

OR

<http://Www.EmaneKhalissMsClub.Comeze.Com>



E-Mail: [Ayaz.Net_WordLifeLive@yahoo.com](mailto:WordLifeLive@yahoo.com)

Follow Me: <http://Www.Scribd.Com/MuslimAyaz>

Address: Masjid Tauheed, H Area, Punjab Road, Manzoor
Colony, Near Mehmoodabad No. 6, Karachi, Pakistan

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَنَّا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ إِلَهًا إِلَّا وَفَاءً
تَمَّيَّنَ كَيْفَ هُوَ تَمَّيَّنَ نَزْدِكُ لَكُمْ وَفَاءً

وَأَعْلَى

Qist No. 1



Uploaded By: M. Ayaaz

Eman-e-Khalis sMs Club

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دنیا میں ابتدائے آفرینش سے یہی ہوتا آیا ہے کہ جب بھی اللہ واحد کے ماننے والوں نے ایمان کی دعوت دی اور گمراہی پھیلانے والے طاغوتوں کا انکار کیا تو طاغوت کے پرستار خاموش نہیں رہے بلکہ انہوں نے دعوت کی مخالفت اور طاغوت کا دفاع کرنے پر پورا زور صرف کر دیا.... کچھ ایسی ہی روش احمد بن حنبل کا دفاع کرنے والے اختیار کر رہے ہیں۔

۱۔ طبقات خاندان میں احمد بن حنبل کا بیان کردہ عقیدہ ”عود روح“ کہ مردہ جسم میں اسی قبر میں روح لوٹائی جاتی ہے، ساڑھے گیارہ سو سال سے بالاتفاق مشہور و معروف رہا ہے اور قبر پرستی کی بنیاد فراہم کرتا رہا ہے، لیکن آج تک کسی نے یہ نہ کہا کہ یہ ان کا عقیدہ نہیں ہے۔ جب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے تو ان کے عقیدت مند اپنے امام کے دفاع کی ناکام کوشش میں لگ گئے ہیں، اور کوئی ٹھوس دلیل نہ پا کر یہ شوشہ چھوڑا کہ خط جس میں عقیدہ مذکور ہے غیر معروف، غیر مقبول ہے حالانکہ صحیح بات اس کے برخلاف ہے۔ ان کی یہ بات ساڑھے گیارہ سو سال سے امت میں مقبول و عام رہی ہے اسی لئے مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ میں ہے :

وَأَمَّا رِسَالَةُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ إِلَى مَسَدِ بْنِ مَرْهَدٍ فِي

مَشْهُورَةٍ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالسُّنَنِ مِنْ أَصْحَابِ أَحْمَدَ

وغيرهم تلقوها بالقبول، (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ، جلد پنجم ص ۳۹۶)

جملہ: اور رہا احمد بن حنبل کا خط مسد بن مسد کے نام تو یہ حدیث

اور سنت کے اہل علم اور احمد بن حنبل کے اصحاب وغیرہ میں مشہور ہے اور انہوں نے اس کو قبولیت کا درجہ دیا ہے۔

۲۔ صاف ظاہر ہے کہ خط اور اس کے متن کے مشہور و معروف اور مقبول ہونے کی وجہ سے کسی قسم کے ریب و شک کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ رہی اسی لئے اس کو آج تک چیلنج نہیں کیا۔ دراصل ”حنبل دفاع“ تحریک کے اٹھانے والوں نے کم علم لوگوں کو فریب دینے کے لئے عام خبر کو حدیث کی حیثیت دینے کی کوشش کی ہے تاکہ اس خود ساختہ اصول کو اپنے دفاعی مقصد کے لئے استعمال کریں، لیکن وہ اس امر مسلمہ کو کیسے جھٹلائیں گے کہ حدیث کی اصطلاح کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل اور تقریر کے لئے مخصوص ہے جبکہ خبر کوئی بھی تاریخی واقعہ یا کسی کا قول ہو سکتی ہے۔ اس طرح ہر حدیث ایک قسم کی خبر ضرور ہے لیکن ہر خبر حدیث نہیں۔ یہی محدثین کا کہنا ہے۔ لہذا احمد بن حنبل کا یہ خط صرف ایک خبر ہے اور وہ بھی ایسی مشہور و معروف و مقبول کہ جیسے خود ان کی شخصیت ان کے حالات و عقائد پر لکھی جانے والی کوئی مفصل کتاب ایسی نہ ملے گی جس میں اس کا ذکر نہ ہو بلکہ لکھنے والوں نے تو اسے ان کے عقائد کا آئینہ دار بتایا ہے اور کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔

۳۔ جب یہ حنبلی اس حقیقت پر مبنی دلیل کا سامنا نہ کر سکے تو انداز بدل کر کہا کہ اگر خبر مشہور و معروف تھی تو امام بخاری و مسلم وغیرہ کو معلوم ہونی چاہیے تھی اور انہیں لازماً احمد بن حنبل پر فتویٰ لگانا چاہیے تھا اور ہم تک ان کا فتویٰ بھی پہنچنا چاہیے تھا۔ اب کیونکہ ہم تک کوئی ایسی خبر نہیں پہنچی

لہذا یہ خبر مشہور نہیں، کیا خوب طرز استدلال ہے اور من کار انداز ہے۔

اب ذرا ان سے پوچھئے کہ کیا آپ کے پاس کوئی ثبوت یا دلیل ثابت کرنے کے لئے ہے کہ یہ ائمہ احمد بن حنبل کے اس خط اور اس میں مذکور عقیدہ سے آگاہ تھے اور پھر انہوں نے فتویٰ نہیں لگایا؟ کیا تیسری صدی کی کوئی خبر مشہور و معروف اسی وقت کہلائے گی جبکہ امام بخاری و امام مسلم سبھی کے علم میں ہو؟ کیا اس دور کے کافر و مشرک پر فتویٰ اسی وقت لگایا جائے گا جبکہ ان متقدمین میں سے کسی نے اس پر فتویٰ لگایا ہو؟ اور کیا یہ اصول ہے کہ کسی کافر و مشرک کو کافر و مشرک اسی وقت کہا جائے گا جب پہلے کسی نے اسے کافر و مشرک کہا ہو۔ اب اگر کوئی اعتراض کر بیٹھے کہ عبد اللہ بن سبا کے اوپر متقدمین خصوصاً امام بخاری و مسلم کا فتویٰ تو نہیں ملتا تو کیا اس کو مومن کہا جائے گا یا اس مسئلہ پر سکوت اختیار کیا جائے گا؟

۴۔ اس نظریہ سکوت کے حامل افراد ایک اشکال یہ اٹھاتے ہیں کہ طبقات خبابہ میں احمد بن حنبل کا عذاب قبر کا عقیدہ کئی جگہ آیا ہے لیکن اعادہ روح کی بات صرف ایک جگہ مذکور ہے ایسا کیوں ہے؟ یہ بھی دفاع کے لئے حیل جوئی کا ایک انداز ہے در نہ یہ کوئی اشکال والی بات نہیں ہے۔ یہ جو کہا جا رہا ہے یہ طبقات خبابہ میں مختلف شاگردوں کی روایات ہیں خط نہیں لیکن ظاہر ہے وہ خط جو مسدود ابن مسرہ کو لکھا گیا ہے وہ ہر دور میں مشہور و مقبول رہا ہے مزید یہ کہ ایسے معاملات تو احادیث میں بھی ملتے ہیں جیسے اُمّ حرام رضی اللہ عنہا والی روایت جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب دیکھنے کا ذکر آیا ہے۔ بخاری میں پانچ مقامات پر آئی ہے اور دوسرے محدثین بھی اپنی کتب احادیث میں اس روایت کو لائے ہیں لیکن یہ الفاظ

اول جیش من امتی.... بخاری میں پانچ روایات میں سے صرف ایک میں ہیں تو کیا آپ کے خود ساختہ اصول کے لحاظ سے اس حدیث کو تسلیم نہ کیا جائے گا؟

۵۔ اپنے دفاعی مقصد کے لئے ایک اور عنبر رنگ پیش کرتے ہیں کہ حنبل فقہ کی کتاب المغنی میں احمد بن حنبل کی یہ بات موجود ہے کہ میت سے کلام کرنے سے قسم نہیں ٹوٹتی اب اس طرز استدلال کو ہوشیاری کہا جائے یا نا سمجھی! یہ عبارت تو خالص ایک فقہی مسئلہ بیان کرتی ہے نہ کہ عقیدہ، اور سائے فقہی مسالک حتیٰ کہ دیوبندی اور بریلوی بھی اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ کلام میت سے قسم نہیں ٹوٹتی، اور دیوبندی و بریلوی تو سماع موتی اور اعادہ روح کے بھی قائل ہیں اس کے برخلاف ابو حنیفہ نے فقہی مسئلہ کے ساتھ ساتھ عقیدہ بھی بیان کر دیا جس کو ان کے ماننے والے نقل کرتے ہیں کہ مردہ نہ سنتا ہے نہ سمجھتا ہے۔ اب اس کتاب المغنی کی اس عبارت کو کس ہوشیاری سے نظر انداز کر جاتے ہیں جس سے احمد بن حنبل کا سماع موتی اور عود روح کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو :-

(فصل) فاما التلقين بعد الدفن فلم أحد فيه عن أحمد شيئا ولا أعلم فيه للأئمة ولا سوى ما رواه الأثرم قال قلت لأبي عبد الله فهذا الذي يصنعون إذا دفن الميت يقف الرجل ويقول يا فلان ابن فلان أذكر ما فارقت عليه شهادة أن لا إله إلا الله، فقال ما رأيت أحد يفعل هذا إلا أهل الشام حين مات أبو المغيرة جاء إنسان فقال ذاك قال وكان أبو المغيرة يروي فيه عن أبي بكر

بن ابی مریم عن اشیاخهم أنهم كانوا يفعلونه وكان ابن عیاش
 یرویه۔ ثم قال فیہ ائمالا ثبتت عذاب القبر۔ (المغنی جلد دوم ص ۵۷)
 ترجمہ: تلقین بعد از دفن کے بارے میں احمد سے کوئی چیز نہیں ملی اور نہ اماموں کا قول
 میرے علم میں ہے، سوائے (امام احمد کے شاگرد) اثرم کی روایت کے۔ انہوں نے کہا کہ میں
 نے ابو عبد اللہ (احمد بن حنبل) سے کہا جب میت دفن کی جاتی ہے تو یہ لوگ یہ سب کیا کرتے
 ہیں کہ ایک شخص کھڑے ہو کر کہتا ہے کہ اے فلاں ابن فلاں تو یاد کر اس چیز کو جس پر توجہ ہوا
 ہے (دُنیا سے) یعنی گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں ہے تو انہوں (احمد) نے کہا میں
 نے اہل شام کے علاوہ کسی کو ایسا کرتے نہیں دیکھا جب ابو المغیرہ کی دفن ہوئی تو ایک
 شخص آیا اور اس شخص نے یہی کہا اس نے کہا کہ ابو المغیرہ اس بارے میں ابو بکر بن ابی مریم سے
 روایت کیا کرتے تھے، اور وہ اپنے شیوخ سے کہ وہ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اور ابن عیاش
 اس کو روایت کیا کرتے تھے پھر (احمد) نے کہا کہ اس سے عذاب قبر ثابت ہوا۔
 (المغنی، جلد ثانی ص ۵۷)

یہ احمد بن حنبل کے اسی دنیاوی قبر میں سوال و جواب اور عذاب کے عقیدے کا کھلا
 ثبوت ہے۔

۶۔ اس طرح مسائل احمد بن حنبل کی روایت پیش کی جاتی ہے کہ:-

”عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد سے ارواح موتی کے متعلق دریافت کیا:-“

(مسائل احمد بن حنبل ص ۱۳۵-۱۳۶)

یہ بھی اس قسم کا طرز استدلال ہے کہ سوال کچھ جواب کچھ۔ عذاب قبر کے لئے احمد بن
 حنبل کے عود رُوح کے عقیدہ کے خلاف دلیل یہ دی جا رہی ہے کہ ارواح کہاں رہتی ہیں؟
 آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ دُنیا کے سارے لوگ جو رُوح کو مائے جانے کے قائل ہیں
 وہ بھی یہ لکھتے ہیں کہ رُوح ہمیشہ اس جسم اور اس قبر میں نہیں رہتی بلکہ سوال و جواب کے لئے لوٹائی
 جاتی ہے۔ مثال کے طور پر دیوبندی اور اہل حدیث وغیرہ ارواح کا مقام علیین اور سجین بتاتے
 ہیں اور وہاں سے جسم کے ساتھ تعلق کی وجہ سے راحت یا عذاب میں مبتلا سمجھتے ہیں۔ جبکہ شیعہ
 عقیدہ کے مطابق مومنین کی ارواح وادی السلام میں رہتی ہیں اور کافروں، منافقوں، اور
 دشمنانِ اہل بیت کی روحوں وادی برصوت میں۔ (امامیہ دینیات، درجہ پنجم ص ۳۶)
 مزید یہ کہ آپ کی اپنی رہنما کتاب ”الدين الخالص“ قسط دوم میں دنیاوی قبر میں

حیات اور عذاب کے اثبات کے ساتھ ساتھ لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو:-

ہمارے نزدیک مرنے کے بعد رُوح جنت یا جہنم میں جلی جاتی ہے اور
 قیامت تک وہیں رہتی ہے اور جس قدر عنصری کی (اللہ تعالیٰ قبر میں رُوح کے تعلق کی
 وجہ سے راحت یا عذاب میں مبتلا کر رکھتا ہے۔) (البتہ قبض روح کے بعد جب
 میت کو دفن کر دیا جاتا ہے تو قبر کے سوال و جواب کے لئے اسے دوبارہ لیٹا دیا جاتا ہے۔“

حاشیہ (الدين الخالص۔ دوم ص ۲۳۲-۲۳۳)

مندرجہ بالا وضاحت سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ مسائل امام احمد بن حنبل کی عبارت
 سے ارواح کا جنت میں استقرار تو ثابت ہوتا ہے لیکن احمد بن حنبل کا عقیدہ ”عود رُوح برقرار رہتا

ہے اور ردّ نہیں ہوتا۔ اس سے یہ ضرور ثابت ہو جاتا ہے کہ ابھی آپ کو حیات الی القبر اور عذاب قبر پر مزید مطالعہ درکار ہے تاکہ پھر آپ اسی دلیل نہ پیش کریں۔

اب آخر میں قرآن کی اس آیت کو دلیل بنایا جا رہا ہے کہ مومن پر ناکا الزم لگانے والے چار ثقہ گواہ پیش کریں۔ واقعی یہ مقام عبرت ہے اور یحرفون الکلمہ عن مواضعہ ترجمہ: ”بدلتے ہیں کلمات کو نیکے مقامات سے۔“
 (سورۃ النصار آیت ۴۶)
 کی بین مثال بھی قرآن کی آیت کا حکم کس کے بارے میں ہے اور کہاں اسکا استعمال کیا جا رہا ہے، صلوٰۃ کیلئے وضو شرط قرار دیا گیا ہے تو زکوٰۃ ادا کرنے کیلئے وضو کی شرط لگائی جاسکتی ہے؟ آیت قرآنی کی من مانی تاویل سے گریز کیجئے اور اللہ سے ڈریئے۔ ذرّا اتقو یوماً ترجعون فیہ الی اللہ پرانا اور نفس کے پردہ کو چاک کر کے غور کر لیجئے کہ کہیں ایسا نہ ہو پھر مہلت ملے، فی الحال اسکے جواب میں آپ کی اپنی بات ہی پیش خدمت ہے کہ ”ہمیں تو صرف اور صرف ایک عالم ایسا بتا دیں کہ اس نے خط امام احمد بن حنبل کا مانا ہو تو مسئلہ ختم ہو جائے گا.....“ (شہادت حق ص ۳)، اس طرح آپ نے قرآنی آیت کی غلط تاویل کر کے جس اصول کی وکالت کی تھی خود اپنے زور بیان میں آکر اس کو پامال کر ڈالا۔ اب کسی کے دل میں ذرا بھی ایمان اور اعتراف حق کا جذبہ ہے تو مندرجہ بالا وضاحت کافی ہوگی۔ ورنہ بظاہر اور تفرقہ پر دازی کی روش اختیار کرنے والوں اور جذبات کے اشاروں پر رقص کرنے والوں کے لئے رب ذو الجلال کی وعید ہے۔

یوم تبیض وجوہٌ وتسود وجوہٌ..... الخ (آل عمران ۱۰۶)

سوجھ؛ (ڈر و اس دن سے) جس دن کہ کچھ چہرے سمید ہوں گے اور کچھ سیاہ ہونگے۔ تو جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہونگے (ان سے کہا جائیگا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے۔ تو اب اس کفر کے بدلے عذاب کا مزہ چکھو۔